

# تجاویز درباب انتظامات حج

[ یہ وہ تجاویز ہیں جو رابطہ عالم اسلامی کی مجلس تاسیسی کے حالیہ اجلاس میں مولانا سید البراعلیٰ مردودی نے پیش کی تھیں۔ ان تجاویز کو مجلس نے سعودی حکومت کی وزارت حج اور دوسرے متعلقہ اداروں کے خورد و خوراک کے لیے بھیج دیا ہے۔ ]

(۱) حرم سے متصل جو سڑکیں واقع ہیں ان پر نمازوں کے اوقات میں باران بجانے کی ممانعت کر دی جائے  
(۲) حرم میں سڑکوں کے بے مختلف اطراف میں جگہیں مخصوص کر دی جائیں اور ان کے آنے جانے کے لیے دروازے بھی مخصوص کر دیے جائیں۔

(۳) حجر اسود کے بوسے کے لیے رکن یمانی سے ملنرم تک کٹیڑہ لگا دیا جائے جس کے اندر بیک وقت ایک آدمی سے زیادہ داخل نہ ہو سکے۔ رکن یمانی کی طرف سے لوگ داخل ہوں اور ملنرم کے پاس نکلیں۔ دونوں طرف پہرہ دار مقرر کر دیے جائیں جو باقاعدگی کے ساتھ لوگوں کو داخل کریں اور نکالیں۔ خروج کے راستے سے کسی کو داخل نہ ہونے دیا جائے اور بوسہ دینے والوں کو زیادہ دیر تک حجر اسود کے ساتھ لپٹا نہ رہنے دیا جائے۔

(۴) مطاف کے گرد بھی کٹیڑہ لگا دیا جائے اور ایک دروازہ داخلہ کے لیے اور ایک باہر نکلنے کے لیے رکھا جائے۔ ہر دس یا پندرہ منٹ کے بعد پانچ سو یا ایک ہزار جیسی بھی مطاف کی وسعت اجازت دے، آدمیوں کو طواف کے لیے داخل کیا جاتا ہے۔ بہترین یا چار گھنٹے کے بعد ایک گھنٹہ عورتوں کے طواف کے لیے مخصوص کر دیا جائے۔

(۵) مقام ابراہیم کے متعلق تمام شرعی احکام کو لگا دینے رکھنے ہونے میری رائے یہ ہے کہ اس جگہ ایک بالائی منزل زمین سے ۱۲ فٹ بلند بنادی جائے اور مقام ابراہیم پر جو پتھر رکھا ہوا ہے اسے

اور یہ کی منزل میں ٹھیک اسی جہت پر اور کعبہ سے اسی فاصلے پر جس پر وہ اب ہے نصب  
 کر دیا جائے۔ نیز بالائی منزل ہی میں اتنی جگہ رکھ دی جائے کہ طواف سے فارغ ہونے والے  
 لوگ یہ سہولت نماز پڑھ سکیں۔ نیچے کا حصہ مطاف میں شامل کر دیا جائے اس کا فائدہ یہ ہوگا  
 کہ اگر آئندہ مطاف کی مزید توسیع کرنی پڑے تو مقام ابراہیم کو بٹانے کا سوال بار بار نہ چھڑے گا۔  
 (۶) رجمی جہات کے قریب پانچ یا سات کٹہرے علی الترتیب بنا دیے جائیں اور نیچے کا  
 ہر کٹہرہ آگے والے کٹہرے سے کچھ اونچا رکھا جائے۔ ان میں داخل ہونے کے لیے ایک راستہ اور  
 خارج ہونے کے لیے دوسرا رکھ دیا جائے۔ دونوں طرف سپاہی کٹہرے کر دیے جائیں جو ایک  
 طرف سے لوگوں کو داخل کریں اور خروج کے راستے سے کسی کو داخل نہ ہونے دیں۔

(۷) مٹی میں بڑی بڑی پختہ بیرکیں بنا دی جائیں جن میں لوگوں کے قیام کے لیے کافی جگہ ہو۔ نیز جو لوگ اہل و  
 عیال کے ساتھ ٹھہرنے والے ہوں ان کے لیے ایسی جگہیں بیرکوں میں رکھ دی جائیں جہاں وہ  
 پر دے ڈال کر رہ سکیں۔ ہر بیرک کے ساتھ کافی غسل خانے اور پانخانے بنا دیے جائیں۔ ان  
 بیرکوں کی تعمیر کا خرچ حکومت سعودیہ پر نہ پڑنا چاہیے۔ مختلف مسلمان ملکوں کی حکومتیں اپنے  
 اپنے حاجیوں کی اوسط تعداد کے مطابق اپنے خرچ پر یہ بیرکیں بنوادیں اور انہیں وقفہ فی سبیل  
 اللہ کر دیں۔ ان کی مرمت کا خرچ بھی انہی حکومتوں کے ذمہ رہے۔ اور ان کے سفارت خانے  
 اپنے عملے کے ذریعے سے ان کا انتظام سنبھال لیں۔ جن ممالک میں مسلمانوں کی بڑی آبادیاں ہیں

۱۰ واضح رہے کہ اس وقت مقام ابراہیم پر پہنچ کر طواف کرنے والوں کا ہجوم جگہ کی تنگی کے باعث اتنا زیادہ  
 ہو جاتا ہے کہ بعض اوقات جائیں تک ضائع ہو جاتی ہیں۔ اس بنا پر یہ مسئلہ چھڑا ہوا ہے کہ مقام ابراہیم کو آیا اس  
 کی جگہ سے ہٹایا جاسکتا ہے یا نہیں۔

۱۱ مٹی میں جس مقام پر کنگریاں ماری جاتی ہیں وہاں بھی لوگوں کے شدید ازدحام کے باعث  
 اکثر حادثات سوتے رہتے ہیں۔ یہ تحویز حساد ثبات کی روک تھام کے لیے پیش کی گئی  
 ہے۔

مگر حکومت غیر مسلم ہے وہاں کے لوگوں سے اگر اپیل کی جائے تو وہ اپنے چندوں سے اپنے لیے پیر کی بنوائیں گے۔ قلیل آبادیوں والے ملکوں سے جو تھوڑے حاجی آتے ہیں ان کو باسانی کہیں کہیں جگہ دی جا سکتی ہے۔

ان پیر کوں میں ٹھہرنے کی کوئی فیس نہ ہونی چاہیے۔

معتبین کو صرف حاجیوں کے نقل و حمل کا انتظام کرنا چاہیے۔

ہر پیرک کے ساتھ کوڑا کرکٹ پھینکنے کے لیے پت رکھ دیے جائیں اور ان کو وقتاً فوقتاً

مداف کیا جاتا رہے۔

(۸) زمزم کو اوپر سے پاٹ دیا جائے اور اس کی موجودہ جگہ مقام میں شامل کر دی جائے۔ زمزم کا

پانی مشین کے ذریعہ سے کھینچ کر ایک ٹنکی میں جمع کیا جاتا رہے اور حرم کے اندر ایک بڑے احاطے

میں بکثرت نل لگا دیے جائیں جن سے ہر شخص پانی لے سکے۔ زمزم کا پانی تقسیم کرنے کی جو قیمت

اب لی جاتی ہے یہ بہت ہی بدناما چیز ہے۔ اس کو بند کرنے سے متعلقہ لوگوں کو جو نقصان بھی ہو

اس کی ٹمانی کے لیے حاجیوں سے رعنا کا انا چندے لیے جا سکتے ہیں۔ دولت مند حاجی اس غرض کے

لیے اتنے چندے دے دیں گے جو شاید ان لوگوں کی موجودہ آمدنی سے بھی زیادہ ہوں گے۔ لیکن

یہ طریقہ بہر حال بند ہونا چاہیے کہ ایک شخص کو جیب تک وہ روپیہ نہ دے کہ زمزم کا پانی نہیں پاتا۔

(۹) معتبین اور ان کے زیارت کرانے والے عملے کی تعلیم کا انتظام ہونا چاہیے جس میں ان کو نہ صرف

حج کے شرعی مسائل اچھی طرح بتائے جائیں بلکہ ساتھ ساتھ انہیں ایسی اخلاقی تربیت بھی دی

جائے جس سے وہ اللہ کے ہمانوں کے ساتھ مثالیان شان برتاؤ کرنے کے قابل ہو سکیں۔ بحالت

موجودہ صورت حال یہ ہے کہ حج حاجیوں کے لیے تو عبادت ہے مگر ان لوگوں کے لیے وہ

صرف تجارت ہے۔ اور حاجیوں کے ساتھ ان کا سلوک ایسا ہے جس کا عام حاجیوں پر بہت

بڑا اثر پڑتا ہے۔

(۱۰) مختلف ملکوں کے حاجیوں کے لیے معتبین کے گروپ بنا دیے جائیں جن میں ہر ملک سے آنے والے

حاجیوں کی تعداد کے لحاظ سے پانچ پانچ سات سات یا اس سے کچھ کم و بیش معلوم شامل ہوں ان معلمین کے عملے کو اس ملک کی زبان سکھائی جائے جس کے لیے وہ مخصوص کیے گئے ہوں۔

(۱۱۱) وزارت حج کے تحت چند افسر اس غرض کے لیے مقرر ہونے چاہئیں جو معلمین کے طریقوں کی نگرانی کریں اور کسی معلم کے طرز عمل سے اگر حاجیوں کو شکایت پیدا ہو تو اس کی اصلاح بروقت کر دیں۔

(۱۱۲) زمانہ حج میں مختلف ملکوں سے آنے والے علماء کے لیے ایسے انتظامات کیے جائیں کہ وہ اپنے اپنے ملک کی زبانوں میں اپنے ملک کے حاجیوں کو نہ صرف وعظ و تلقین کریں، بلکہ حج کے متعلق ضروری شرعی مسائل بھی بتاتے جائیں۔

(۱۱۳) منی میں مختلف مقامات، پر آٹھ یا دس قربان گاہیں بنا دی جائیں اور لوگوں کو اپنے اپنے ٹھکانوں اور ٹرکوں پر قربانی کرنے کی اجازت نہ دی جائے۔ ان قربان گاہوں کو دو حصوں میں تقسیم کیا جائے۔ ایک حصہ میں جانور ذبح کیے جائیں اور دوسرے حصہ میں جانوروں کی خرید و فروخت ہو۔ آج کل منی میں جو بید نظمی نظر آ رہی ہے اور جگہ جگہ قربانی کے جانور پڑے نظر آنے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ لاکھوں حاجیوں کے لیے صرف ایک ہی قربان گاہ ہے اور اس میں بھی جانور فروخت کرنے اور ان کو ذبح کرنے کی جگہیں الگ الگ نہیں ہیں۔

(۱۱۴) قربانی کا گوشت جس طرح سے ضائع ہو رہا ہے دنیا بھر کے مسلمانوں کو اس سے تشویش لاحق ہے اور اسلام کے مخالفین کو اس کی آڑ میں اسلامی روایات کی تضحیک کرنے کا موقع مل رہا ہے۔ اس لیے میں یہ تجویز پیش کرتا ہوں کہ منی میں ہر قربان گاہ کے ساتھ ایک ایک کولڈ سٹوریج قائم کیا جائے۔ جانوروں کو ذبح کر کے ان کی کھال اتارنے کے باقاعدہ انتظامات کیے جائیں۔ تمام گوشت کولڈ سٹوریج میں محفوظ کر لیا جائے۔ ایام منی میں ہر شخص کو حق ہو کہ جتنا گوشت چاہتے کولڈ سٹوریج سے حاصل کرے۔ باقی جتنا گوشت بچ رہے اسے ڈبوں میں بند کر کے فروخت کر دیا جائے۔ نیز کھالیں بھی فروخت کی جائیں اور ان سے جس قدر آمدنی ہو اسے غریب حجاج کی

مدد اور فلاح و بہبود کے لیے استعمال کیا جائے۔ اس مقصد کے لیے جم پاکستان سے ماسرین بھیجنے کے لیے تیار ہیں۔ پاکستان میں مجھ سے متعدد ماہرین نے اس موضوع پر گفتگو کی ہے اور اپنی خدمات پیش کی ہیں۔ ان کے مشورے سے ایسی اسکیم بنائی جا سکتی ہے جس سے قربانی کے جانوروں کے گوشت، کھالی خون، ہڈی اور آنتوں کو ضائع ہونے سے بچایا جاسکتا ہے۔

لے یہ بات ملحوظ خاطر رہے کہ قربانی کے گوشت اور کھالی کو فروخت کرنا اس شخص کے لیے ممنوع ہے جس نے قربانی کی ہو اور اگر وہ فروخت کرے تو اسے لازم ہے کہ اس سوپے کو صدقہ کر دے لیکن اگر صورت حال یہ ہو کہ قربانی کرنے والے اپنا ذبح کیا ہوا جانور یونہی چھوڑ جاتے ہوں، یا اس میں سے کچھ گوشت لے کر باقی گوشت ویسے ہی چھوڑ دیتے ہوں اور اس کا اچھا خاصا حصہ ضائع ہو جاتا ہو اور حکومت اس کو ضیاع سے بچانے کے لیے کوئی انتظام کرے، تو اس کو حق پہنچتا ہے کہ اس انتظام کے مصارف اسی گوشت اور کھالوں سے وصول کرے۔ ظاہر ہے کہ جب زکوٰۃ میں سے عایدین علیہا کے مصارف لینے کا حکومت کو حق ہے تو قرآن میں گوشت اور کھالوں سے وہ مصارف لینے کا اسے کیوں حق نہ ہو جو ان کو ضیاع سے بچانے کا انتظام کرنے میں اسے برداشت کرنے ہوں گے۔ ان مصارف سے زائد اگر کوئی آمدنی حاصل ہو تو اس سے غریب و محتاج کی مدد مختلف طریقوں پر کی جاسکتی ہے۔

## ایک ضروری تصحیح

ترجمان کے گزشتہ شمارے میں "تعدد ازواج" کے زیر عنوان مسائل و مسائل کے حصے میں شائع شدہ جواب مولانا ابوالاعلیٰ امجدادی کے تقیم سے متعلقہ اعموس ہے کہ فہرست معنائین میں غلطی سے اس عنوان کے سامنے "غلام علی" کا نام درج کر دیا گیا ہے۔ تقابین برابر کہ تصحیح فرمائیں۔